Fikr-o-Nasar (Islamabad) 12:10-11 (1975)
© rasailojaraid.com

تعلیماتِ نبوی میں سائنسی محرکات

محمد مسعود

انسان کو علم دو ذرائع سے عطا ہوتا ہے ۔ ایک ذریعہ انسانی حواس ہیں جن سے مشاہدات کر کے انسان اللہ تعالیٰ کے ان طبعی قوانین کا علم حاصل کرتا ہے جن کے مطابق اس کائنات میں طبعی اعمال مثلاً بارش کا برسنا ۔ پودوں کا اُگنا ۔ سورج کا طلوع ہونا وغیرہ رونما ہوتے ہیں۔ ان قوانین کی چند مثالیں یہ ہیں :-

۱۔ قانونِ کششِ ثقل جس کے تحت ہر چیز فضا سے زمین پر آگرتی ہے بشرطیکہ کوئی رکاوٹ موجود نہ ہو۔

۲۔ قانونِ تجاذب جس کی رو سے کائنات کا ہر ہر ذرہ ایک دوسرے کو مخصوص قوت سے اپنی طرف کھینچتا ہے اور اسی قانون کے تحت تمام ستارے اور سیّارے اپنی اپنی جگہ اور اپنے اپنے دائروں میں قائم ہیں۔

۳۔ قانونِ نسبتِ مخصوصہ جس کی رو سے دو یا دو سے زیادہ کیمیائی عناصر ایک مخصوص نسبت میں مل کر کوئی کیمیائی مرکب بناتے ہیں مثلاً ایک حصہ ہائیڈروجن اور آٹھ حصے آکسیجن ملانے سے پانی بنتا ہے۔

ان ہی طبعی قوانین کے علم کو اصطلاحاً سائنس کہا جاتا ہے۔

علم کا دوسرا ذریعہ وحی ہے جو انبیاء پر نازل ہوتی ہے اس ذریعۂ علم سے انسان کو وہ علم عطا ہوتا ہے جو انسانی مشاہدات سے بالاتر ہے اور انسان کو اس کی ضرورت ہے مثلاً قوانینِ شرعی ۔ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات ۔ فرشتوں ، قیامت اور آخرت کا علم ۔

جو باتیں انسان اپنے حواس کے ذریعہ معلوم کر سکتا ہے ان کے جاننے کے لئے انبیاء کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نہیں بھیجا جاتا۔ انبیاء اس کائنات میں رونما ہونے والے حادثات وواقعات اور سائنسی مسائل سے بحث نہیں کرتے۔ ایسی باتوں کا اگر ان کی تعلیمات میں ذکر آتا ہے تو اس کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عظمت اور قدرت وغیرہ کو بیان کرنا ہوتا ہے۔ مثلاً قرآن کریم میں چاند کی منازل، ایک مقررہ رفتار سے سورج اور چاند کی گردش، پرندوں کی اڑان، بارش کے نزول، پانی سے حیات کی تخلیق وغیرہ کا جہاں کہیں بھی ذکر کیا گیا ہے اس کا مقصد اللہ تعالےٰ کی صفات کی طرف توجہ دلانا ہوتا ہے۔

ایک دفعہ لوگوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے چاند کے گھٹنے اور بڑھنے کے بارے میں پوچھا تو انھیں اس بات کا جواب دینے کے بجائے یہ ارشاد ہوا کہ قل ھی مواقیت للناس والحج ۲ : ۱۸۹ (آپ کہہ دیں کہ یہ لوگوں کے لئے (عام معاملات میں) اور حج کے لئے اوقات متعین کرنے کا ذریعہ ہے۔

مدینہ طیبہ میں لوگ کھجوروں کے درختوں میں پیوند لگایا کرتے تھے۔ آپ نے منع فرمادیا۔ اس کے بعد پھل کم آئے۔ جب آپ کو کھجوروں کی کمی کے بارے میں بتایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ تم اپنے دنیاوی معاملات کو مجھ سے زیادہ سمجھتے ہو۔ (یعنی جیسا کرتے تھے ویسا ہی کیا کرو)۔ اس واقعہ سے بھی یہی بات واضح ہوتی ہے کہ جو چیز تجربے سے معلوم ہو سکے اس کو بتانے کی ذمہ داری انبیاء پر نہیں ڈالی جاتی۔

البتہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں کتنے ہی محرکات موجود ہیں جو سائنسی تحقیق پر ابھارتے ہیں۔ ان میں سے ایک محرک وہ آیات اور احادیث ہیں جن میں حصولِ علم کی ترغیب دی گئی ہے اور حصولِ علم کی فضیلت بتائی گئی ہے۔ مثلاً

۱۔ طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم (علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے)

۲۔ من خرج فی طلب العلم فھو فی سبیل اللہ حتیٰ یرجع (جو شخص علم کی طلب میں نکلتا ہے تو وہ لوٹنے تک اللہ کے راستے میں ہوتا ہے)

۳۔ ومن سلک طریقاً یلتمس فیہ علماً سھّل اللہ بہ طریقاً الی الجنۃ (اور جو شخص علم کی تلاش میں کسی راستے پر چلتا ہے اللہ تعالےٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے)۔

اسی طرح اور بھی بہت سی احادیث ہیں جن سے حصولِ علم کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قرآن کریم میں بھی ایک جگہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس دعا کی ھدایت کی گئی کہ رب زدنی علما (اے میرے رب میرے علم میں اضافہ کر)۔ اس ہدایت سے یہ بھی ظاہر ہے کہ حصولِ علم میں تسلسل مطلوب ہے۔ کسی بھی مقام پر قناعت کرنا پسندیدہ نہیں۔ اس کے علاوہ علم کے کسی مرتبے پر پہنچ کر اس کو آخری حد سمجھ لینا مناسب نہیں۔ علم کے مسلسل درجات ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے وفوق کل ذی علم علیم (اور ہر علم والے کے اوپر ایک علم والا ہے)۔ اور علم نہ رکھنے والے علم رکھنے والوں کے برابر نہیں ہیں۔ قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون (آپ کہہ دیں کیا علم والے اور وہ لوگ جو علم نہیں رکھتے دونوں برابر ہو سکتے ہیں)۔

علم ایک وحدت ہے جس میں علومِ وحی اور علوم تجربی یا سائنسی سب ہی شامل ہیں اور یہ کہ جو لوگ شریعت کے قوانین پر عمل پیرا ہیں اور سائنسی قوانین کی تحقیق و تلاش میں مصروف ہیں ایسے لوگوں کو علماء اور اولی الالباب کے خطابات سے نوازا گیا ہے[1] اور سائنسی ایجادات کو اللہ تعالے پر ایمان و یقین کا ایک ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ مندرجہ ذیل آیت میں ایک سائنسی ایجاد کشتی یا جہاز کے بارے میں بتایا گیا کہ :۔

والفلک التی تجری بما ینفع الناس .... لآیات لقوم یعقلون (۲ : ۱۶۴)	اور اس کشتی (یا جہاز) میں جو لوگوں کے نفع کی چیزوں کو لے کر چلتی ہے .... البتہ نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔

ایک اور محرک وہ آیات ہیں جن میں کائنات کے بغور مطالعے کا حکم ہے اور مظاہرِ فطرت مثلاً پرندوں کی اڑان، انسانوں، چوپایوں اور پھولوں کے رنگوں کے اختلاف، بارش کے نزول، چاند اور سورج کی مخصوص دائروں میں حرکت، ہر چیز کی ایک خاص نسبت میں تخلیق وغیرہ کے مشاہدے اور ان پر غور و فکر کی تلقین کی گئی ہے۔

ایک اور محرک قرآن کریم کا یہ اعلان ہے کہ کائنات کی ہر چیز انسان کے لئے مسخر کر دی گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ جب ایک چیز انسان کے بس میں کر دی گئی ہے تو انسان اس سے فائدہ

---

[1] تفصیل کے لئے دیکھئے فکر و نظر بابت ماہ مئی ۱۹۶۹ء ص ۸۰۹

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بھی اُٹھائے۔ فائدہ اُٹھانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے انسان کو ان قوانین کا علم حاصل ہو جو مختلف اشیاء میں کام کرتے ہیں مثلاً جب یہ قانون معلوم ہوا کہ مقناطیسی سوئی جب معلق کر دی جائے تو اس کا رخ ہمیشہ شمال اور جنوب کی طرف ہوتا ہے تو اس سے قطب نما کی ایجاد عمل میں آئی جس سے بحری سفر میں سمت متعین کرنے کا کام لیا گیا۔ جب یہ قانون معلوم ہوا کہ پانی سے کم کثافتِ اضافی رکھنے والی ٹھوس چیزیں پانی پر تیرتی ہیں تو اس سے کشتی اور بحری جہاز وجود میں آئے اور سمندروں کی تسخیر ہوئی۔

قرآن کریم اور احادیثِ نبوی میں مختلف علوم کے حصول کے لئے اور محرکات بھی موجود ہیں مثلاً مسلمانوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ دنیا میں سیر و سیاحت کر کے اللہ تعالیٰ کے قوانین کو جھٹلانے والوں کے انجام سے عبرت حاصل کریں۔ دفاعی صنعتوں اور ان سے متعلقہ سائنسی علوم کے حصول کے لئے ایک اہم محرک اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ مسلمان اپنے دشمنوں اور اللہ کے دشمنوں کو مرعوب کرنے کے لئے جتنی زیادہ قوت اور دفاعی سامان تیار کر سکتے ہوں کریں۔

نماز اور روزے کے اوقات کا تعین کرنے اور سمتِ قبلہ معلوم کرنے کے لئے مسلمانوں کو علم فلکیات اور ریاضی سے کام لینا پڑتا ہے اور ان مقامات کے طول بلد اور عرض بلد معلوم کرنے پڑتے ہیں جہاں پر کہ مسلمان رہتے ہوں۔ اس قسم کے احکام سائنسی تحقیقات کے لئے محرکات ثابت ہوتے ہیں۔ ماضی میں اس سلسلے میں بہت سی کتابیں مرتب ہوئیں اور نئے نئے انکشافات ہوئے مثلاً البیرونی نے غزنی میں فلکیات و ریاضی کے قاعدے سے سورج کا ارتفاع معلوم کر کے غزنی سے سمتِ قبلہ متعین کی۔ اس کا یہ طریقہ اتنا اہم ہے کہ صدیوں بعد آج کل بالٹیمور یونیورسٹی (امریکہ) میں ان تحقیقات کی بنیاد پر زمین کی گردش کی رفتار معلوم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

جزیہ، خراج، عشر اور غنیمت اور ورثے کی تقسیم کے سلسلے میں رسول اللہ کی ہدایات بھی علمی محرک ثابت ہوئیں۔ ان مدوں سے جو آمدنی ہوتی تھی اس کے حساب کتاب کے لئے ریاضی کا علم حاصل کرنا ضروری تھا۔

طبی امور کے بارے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مثلاً یہ کہ ہر اُس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بیماری کے لئے جس میں اللہ تعالیٰ انسانوں کو مبتلا کرتا ہے اس نے ایک مناسب علاج پیدا کیا ہے۔ مسلمانوں کی طبی تحقیقات کے محرک بنے۔ خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بہت سے طبی مشورے منقول ہیں، جنہیں طبِ نبوی کے نام سے مرتب کیا گیا ہے۔

انسانی فلاح و بہبود کے کام کرنے کے لئے اسلامی ہدایات بھی مسلمان حکمرانوں اور عام لوگوں کے لئے حفظانِ صحت کی ترقی، ادویات کی تیاری، ہسپتال، مساجد، مسافر خانوں وغیرہ کی تعمیر، باغات لگانے اور ایسے ہی دوسرے رفاہی کاموں کے لئے محرکات کا کام دیتی ہیں۔

آیاتِ قرآنی میں مظاہرِ فطرت کے بار بار حوالے مثلاً ہر چیز کو جوڑا جوڑا پیدا کرنے کا بیان، تمام اشیاء کی ایک خاص نسبت سے تخلیق، سورج اور چاند کی مخصوص دائروں میں گردش، اور انسان کی پیدائش کی مختلف مراحل میں تکمیل، کائنات کی تدریجی بناوٹ وغیرہ سائنسی محرکات فراہم کرتے ہیں۔

سائنسی تحقیقات کا ایک اہم محرک اللہ تعالیٰ کا بعض مظاہرِ فطرت بیان کرنے کے بعد یہ اعلان بھی ہے کہ ان میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ اشیاء کائنات اور قوانینِ فطرت میں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں دیکھ کر انسان کو اللہ تعالےٰ کے وجود، اس کی قدرت عظمت، رحمت وغیرہ کا علم اور یقین حاصل ہو سکتا ہے، جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ستاروں، سورج اور چاند کے غروب سے ایسی ذات کے وجود پر استدلال کیا جو ان سب کا رب ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ قرآن کریم اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں جو علمی اور سائنسی محرکات پائے جاتے ہیں ان کی وجہ سے مسلمانوں میں علمی اور تحقیقی روح یا سائنٹیفک اسپرٹ پیدا ہو گئی اور مسلمان علم کی تلاش اور اللہ تعالےٰ کی مخلوق نباتات، جمادات، حیوانات اور خود اقوامِ عالم کے مطالعے کے لئے اتنے مستعد ہو گئے کہ انہوں نے اس کے لئے دور دراز کے بری اور بحری سفر بھی کئے۔ براہِ راست مشاہدات کے ذریعے کائنات کے قوانین طبیعی دریافت کرنے کا طریقہ وجود میں آیا، جس کو دورِ جدید میں سائنسی اسلوب د سائنٹیفک میتھڈ، کہا جاتا ہے۔ یہ دراصل قانونِ شہادت کی ایک شکل ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جس کی رو سے کوئی سائنسی رائے اپنی خواہش یا جذبے کی وجہ سے یا کسی کی رائے کے اتباع میں یا کسی مفروضے کی بنا پر قائم نہیں کی جا سکتی بلکہ مشاہدے اور تجربے کی شہادت کی بنیاد پر قائم کی جا سکتی ہے۔ مشاہدہ اور اس کی بنیاد پر نتیجہ اخذ کرنا سائنسی اسلوب کے دو بنیادی اجزاء ہیں اگرچہ ان کے متعلقات اور تفصیلات بے شمار ہیں۔ بظاہر یہ طریقہ بہت سادہ نظر آتا ہے لیکن یہ زبردست انقلابی اقدام ہے جس کی وجہ سے سائنس کا صحیح تصور حاصل ہوا اور دنیا میں سائنسی ترقی ممکن ہو سکی۔ مسلمان سائنس دانوں میں گیارہویں صدی عیسوی کے مسلم سائنسدان ابن الہیثم نے بطورِ خاص اس طریقے کی بہت سی تفصیلات طے کیں اور اس سے کام لے کر علم بصریات میں زبردست انکشافات کئے۔ اس سائنس دان کا اثر بعد میں یورپ میں راجر بیکن سے لے کر سترہویں صدی کے کیپلر تک پر پڑا۔

مسلمانوں میں اور بھی بے شمار سائنس دان پیدا ہوئے جنہوں نے اس سائنسی اسلوب سے کام لیا۔ ان میں البیرونی، جابر ابن حیان، ابن بیطار، عمر ابن الخیام وغیرہ کے علاوہ امام غزالی جیسے صاحبِ تصوف اور عالم بھی شامل ہیں۔ جن کے علوم بعد میں یورپ میں منتقل ہو گئے اور وہاں حیرت انگیز سائنسی ترقی کا موجب بنے۔

آج یہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ سائنس کا واضح تصور پیش کرنے والی مسلمان قوم آج اپنے اس عظیم کارنامے سے اس درجہ لاتعلق ہے کہ اس کے بیشتر افراد کو سائنسی تعلیم کے جائز ہونے ہی میں شک ہے۔ یہ وقت کی ایک اٹل اور اشد ضرورت ہے کہ مسلمان اپنے اسلاف کی طرح ایک طرف قوانینِ شرعی پر عمل پیرا ہوں اور دوسری طرف قوانینِ طبعی کا انکشاف کر کے اور ان سے کام لے کر کائنات کی تسخیر اور صنعت و حرفت کی ترقی کے لئے انتھک کوشش کریں۔ اسی طرح وہ مادی اور روحانی قوتوں میں متوازن امتزاج پیدا کر کے اچھائیوں کے پھیلانے اور برائیوں کا خاتمہ کرنے کا وہ عالمگیر فریضہ ادا کر سکتے ہیں جو "اُمتِ وسط" ہونے کی حیثیت سے ان کو سونپا گیا ہے اور اسی طرح وہ خلافتِ ارضی کے اہل قرار پا سکتے ہیں جس کا نتیجہ دنیا اور آخرت میں فوز و فلاح کی صورت میں ظاہر ہوگا۔

© rasailojaraid.com